اولاد اور والدین کے لئے ایک فکر انگیز تحریر

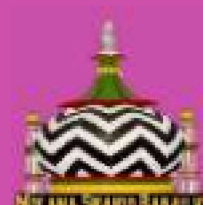
نکاح کو آسان بنائیں

مؤلّف

خیر خواہ اہلِ سنّت

مولانا شاہد بریلوی سلمہ القوی

بانی و سرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام (بلے یوکے)



کتاب کا نام:...................... نکاح کو آسان بنائیں

مصنف:........................ خیر خواہ اہلِ سنت مولانا شاہد بریلوی

صفحات:.........................33

واٹس اپ نمبر:................00447853292843

مکتبة البريلويه

Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

والدین کے نام اہم پیغام:

آجکل بچوں اور بچیوں کی شادیوں میں بہت زیادہ تاخیر کی جارہی ہے والدین اس کی کئی وجوہات بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہلے بچوں کی تعلیم مکمل ہو جائے پھر شادی کریں گے بعض کہتے ہیں کہ پہلے بیٹی کے لئے جہیز یا بیٹے کے لئے گھر تیار کر لیں پھر شادی کریں گے۔

شادی میں تاخیر کی وجہ سے ایک کلچر یہ چل نکلا ہے کہ اکثر لڑکے اور لڑکیاں فرینڈ شِپ یعنی دوستی کے راستے پر چل پڑتے ہیں جس کے ذریعے سے اپنی شہوت کی تسکین کرتے ہیں اور شادی ہونے تک گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

اس میں دوسری رائے نہیں ہے کہ یہ کلچر بُرائی اور بے حیائی کا ہے جسے مذہبی طبقے کے ساتھ ساتھ دُنیادار بھی غلط ہی کہتے ہیں مگر پھر بھی یہ کلچر عام ہو رہا ہے۔

مُسلمانوں کی خیر خواہی کے پیشِ نظر ایک تجویز (رائے) تمام ہی والدین کو دینا چاہتا ہوں اگر وہ مان لیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارا معاشرہ بڑی حد تک گناہوں سے بچ جائے گا۔

جب آپ کا بیٹا یا بیٹی شادی کے قابل ہو جائے تو فوراً اس کی رضامندی سے جہاں آپ مطمئن ہوں اس کا نکاح کر دیں چاہے ابھی رخصتی نہ کروائیں مگر ان میاں بیوی کو ایک دوسرے سے ملنے دیں کیونکہ شرعاً ان کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے اب اپنے بیٹے یا

بیٹی کو جتنے سال چاہیں پڑھاتے رہیں یا جہیز وغیرہ کی تیاری میں جتنا چاہیں وقت صَرف کر لیں آپ پر شرعاً کوئی پکڑ نہیں ہو گی اور آپکا بیٹا یا بیٹی گناہوں سے بچ کر مکمل اِسلامی زندگی گزار سکیں گے، جب آپ تیار ہوں تو پھر بیٹی کی رخصتی کر دیں یا بہو کو گھر لے آئیں۔

یہ تجویز صرف ان والدین کے لئے ہے جو پڑھائی یا جہیز وغیرہ کی وجہ سے تاخیر کرتے ہیں بہتر بلکہ بہترین طریقہ تو یہ ہے کہ جب بیٹا یا بیٹی شادی کے قابل ہو جائے تو فوراً بِلا تاخیر ان کی شریعت کے مطابق شادی کر دیں پڑھائی بعد میں بھی جاری رہ سکتی ہے اور جہیز بعد میں بھی دیا یا لیا جا سکتا ہے، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جہیز لینے اور دینے کا رواج ہی ختم کر دیا جائے کیونکہ شریعت نے بیوی کی تمام ضروریات کو پُورا کرنا شوہر پر لازم کیا ہے۔
آخر میں یہی عرض کروں گا کہ شادی کو سادی بنائیں نکاح کو آسان کریں پُوری برادری کی فوج لیکر لڑکی والوں کے گھر حملہ کر کے لاکھوں روپے کا کھانا کھانے کی بجائے صِرف چند فیملی ممبرز دُولہا کے ساتھ جائیں اور بغیر جہیز کے بہو کو بیاہ کر اپنے گھر لے آئیں خود بھی گُناہوں سے بچیں اور اپنی اَولاد کو بھی گُناہوں سے بچائیں۔

اَندازِ بیاں گرچہ شوخ نہیں ہے میرا
شاید کہ تیرے دِل میں اُتر جائے میری بات

مزید معلومات کے لئے اپنے قریبی مسلم سُنّی حنفی بریلوی عُلماءِ کرام سے رابطہ فرمائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عرض گزار: خیر خواہ اہلسنت مولانا شاہد بریلوی سلمہ القوی

دارالافتاء بریلویہ 24/7 واٹس اپ میسج سروس، 00447853292843

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِسلام مَرد و عَورت دونوں کو نکاح کرنے یا نہ کرنے، کب کرنے، کس سے کرنے، حتّٰی کہ نکاح کو ختم کرنے کا بھی یکساں اختیار دیتا ہے۔ یہ پانچ (5) باتیں اس پُوری کتاب کا خلاصہ ہے۔ کوشش کروں گا قرآن وحدیث نیز اَقوالِ بزرگانِ دِین کی روشنی میں انہیں اچھی طرح سے بیان کروں تاکہ سنجیدگی کے ساتھ غَور وخوض کرنے والے بآسانی نکاح کے حوالے سے اِسلامی تعلیمات کو بخوبی سمجھ جائیں اور اس حوالے سے پائی جانے والی بہت ساری غلط فہمیوں سے بچ جائیں۔

نکاح کرنے کے حوالے سے اِسلامی تعلیمات:

فی زمانہ تسکینِ شہوت کا واحد جائز ذریعہ نکاح ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ مومنون آیت نمبر 5 اور 6 میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ (پارہ 18، سُورۃ المومنون، آیت نمبر 5 اور 6)

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی مِلک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں۔

تفسیر صراط الجنان: {هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ: وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔} اس آیت سے کامیابی حاصل کرنے والے اہلِ اِیمان کا چوتھا وصف بیان کیا گیا ہے، چنانچہ اس آیت اور اس کے بعد والی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اِیمان والے زنا اور زِنا کے اَسباب ولَوازمات وغیرہ حرام کاموں سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے

ہیں البتہ اگر وہ اپنی بیویوں اور شرعی باندیوں کے ساتھ جائز طریقے سے صحبت کریں تو اس میں ان پر کوئی ملامت نہیں۔ (خازن، المؤمنون، تحت الآیۃ: 5 اور 6 ملتقطا)

شرمگاہ کی حفاظت کرنے کی فضیلت:

حدیث پاک میں زبان اور شرمگاہ کو حرام اور ممنوع کاموں سے بچانے پر جنّت کا وعدہ کیا گیا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص میرے لیے اس چیز کا ضامن ہو جائے جو اس کے جبڑوں کے درمیان میں ہے یعنی زبان کا اور اس کا جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان میں ہے یعنی شرمگاہ کا، میں اس کے لیے جنّت کا ضامن ہوں۔ (بخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان)

شرمگاہ کی شہوت کا عِلمی اور عملی علاج:

یاد رہے کہ شرمگاہ کی شہوت کو پورا کرنا انسانی فطرت کا تقاضا اور بے شمار فوائد حاصل ہونے کا ذریعہ ہے، اگر اس تقاضے کو شریعت کے بتائے ہوئے جائز طریقے سے پورا کیا جائے تو یہ دنیا میں بہت بڑی نعمت اور آخرت میں ثواب حاصل ہونے کا ایک ذریعہ ہے اور اگر اسے ناجائز و حرام ذرائع سے پورا کیا جائے تو یہ دنیا میں بہت بڑی آفت اور قیامت کے دن جہنم کے دردناک عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، لہٰذا جو شخص اپنی خواہش کی تکمیل چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اگر کسی عورت سے شرعی نکاح کر سکتا ہے تو نکاح کر لے تاکہ اسے اپنے لئے جائز ذریعہ مل جائے اور اگر وہ شرعی نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر روزے رکھ کر اپنے نفس کو مغلوب کرنے کی کوشش کرے اور اس کے ساتھ ساتھ

ان تمام اَسباب اور مُحرِّکات سے بچنے کی بھی بھرپور کوشش کرے جن کی وجہ سے نفس کی اِس خواہش میں اضافہ ہوتا ہے، نیز ناجائز و حرام ذریعے سے اِس خواہش کو پُورا کرنے پر قرآنِ مجید اور اَحادیثِ مبارکہ میں جن سزاؤں اور عذابات کا ذکر کیا گیا ہے ان کا بغور مطالعہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے نفس کی حفاظت کے لئے خُوب دُعائیں کرے۔

جو نکاح کرنے پر قدرت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے:

بخاری و مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اے جوانو تم میں جو کوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے کہ یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے۔"

مسلمان مَردوں کو بیک وَقت چار (4) بیویاں رکھنے کی مشروط اجازت ہے:

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡيَتٰمٰى فَانۡكِحُوۡا مَا طَابَ لَـكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ‌ ۚ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تَعۡدِلُوۡا فَوَاحِدَةً اَوۡ مَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ اَدۡنٰٓى اَلَّا تَعُوۡلُوۡا ؕ (پارہ 4، سُورۃُ النساء، آیت نمبر 3)

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ دو (2) بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے

زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

تفسیر صراط الجنان:{وَ اِنْ خِفْتُمْ: اور اگر تمہیں ڈر ہو۔} اِس آیت کے معنی میں چند اَقوال ہیں۔

(1): امام حسن بَصری رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہِ کا قول ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ اپنی زیرِ سَرپرستی یتیم لڑکیوں سے اُن کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے حالانکہ اُن کی طرف انہیں کوئی رغبت نہ ہوتی تھی، پھر اُن یتیم لڑکیوں کے حقوق پُورے نہ کرتے اور ان کے ساتھ اچھا سُلوک نہ کرتے اور اُن کے مال کے وارث بننے کے لئے اُن کی مَوت کے منتظر رہتے، اِس آیت میں اُنہیں اِس حرکت سے روکا گیا۔(صاوی، النساء، تحت الآیۃ:۳، ۲/۳۵۹)

(2): دوسرا قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی سَرپرستی کرنے سے تو ناانصافی ہو جانے کے ڈر سے گھبراتے تھے لیکن زِنا کی پرواہ نہ کرتے تھے، اِنہیں بتایا گیا کہ اگر تم ناانصافی کے اندیشہ سے یتیموں کی سَرپرستی سے گریز کرتے ہو تو زِنا سے بھی خُوف کرو اور اُس سے بچنے کے لئے جو عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں اُن سے نکاح کرو اور حرام کے قریب مت جاؤ۔(تفسیر کبیر، النساء، تحت الآیۃ:۳، ۳/۴۸۵)

(3): تیسرا قَول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی سَرپرستی میں تو ناانصافی کرنے سے ڈرتے تھے لیکن بہت سے نکاح کرنے میں کچھ خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے، اُنہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو اُن کے حق میں ناانصافی سے بھی ڈرو جیسے یتیموں کے حق میں ناانصافی کرنے سے ڈرتے ہو اور اُتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔(مدارک، النساء، تحت الآیۃ:۳، ص۲۰۹)

(4): حضرت عِکْرِمَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے روایت کیا کہ قُریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے اور جب اُن کا بوجھ نہ اٹھاسکتے تو جو یتیم لڑکیاں اُن کی سَرپرستی میں ہوتیں اُن کے مال خرچ کر ڈالتے۔ (خازن، النساء، تحت الآیۃ: ۳، ۱/ ۳۴۰)

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی مالی پوزیشن دیکھ لو اور چار (4) سے زیادہ نہ کرو تاکہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔

نکاح سے متعلق دو (2) شرعی مسائل:

(1): اِس آیت سے معلوم ہُوا کہ آزاد مَرد کے لئے ایک وَقت میں چار (4) عورتوں تک سے نکاح جائز ہے۔

(2): تمام اُمّت کا اِجماع ہے کہ ایک وَقت میں چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا کسی کے لئے جائز نہیں سِوائے رَسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، اور یہ بات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خصوصیات میں سے ہے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اِسلام قبول کیا، اس کی آٹھ (8) بیویاں تھیں، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اِن میں سے صِرف چار (4) رکھنا۔ (ابو داؤد، کتاب الطلاق، باب فی من اسلم وعندہ نساء۔۔۔ الخ، ۲/ ۳۹۶، الحدیث: ۲۲۴۱)

{فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا: پھر اگر تمہیں عدل نہ کرسکنے کا ڈر ہو۔} آیت میں چار تک شادیاں کرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ اگر تمہیں اس بات کا ڈر ہو کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی صورت میں سب کے درمیان عدل نہیں کرسکو گے تو صِرف ایک سے شادی کرو۔ اسی سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی چار (4) میں عدل

نہیں کر سکتا لیکن تین (3) میں کر سکتا ہے تو تین شادیاں کر سکتا ہے اور تین میں عدل نہیں کر سکتا لیکن دو (2) میں کر سکتا ہے تو دو کی اجازت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیویوں کے درمیان عدل کرنا فرض ہے، اس میں نئی، پُرانی، کنواری یا دوسرے کی مُطَلَّقہ (طلاق شُدہ)، بیوہ سب برابر ہیں۔ یہ عدل لباس میں، کھانے پینے میں، رہنے کی جگہ میں اور رات کو ساتھ رہنے میں لازم ہے۔ ان امور میں سب کے ساتھ یکساں سُلوک ہو۔

مُشرک مَرد یا مُشرکہ عَورت سے نکاح ہرگز جائز نہیں ہے:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾ (پارہ2، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 221)

ترجمہ کنز الایمان: اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک مُسلمان نہ ہو جائیں اور بیشک مُسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی اگرچہ وہ تمہیں بھاتی (پسند) ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور بیشک مُسلمان غُلام مشرک سے اچھا اگرچہ وہ تمہیں بھاتا (پسند) ہو، وہ دوزخ کی طرف بُلاتے ہیں اور اللہ جنّت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں۔

نکاح میں رضامندی ضروری ہے:

صحیح البخاری کتاب النکاح میں درج ہے کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان

کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبدالرحمٰن اور مجمع نے جو دونوں یزید بن حارثہ کے بیٹے ہیں، ان سے خنساء بنت خذام انصاریہ رضی اللہ عنہا نے کہ ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا تھا، وہ ثیّبہ (شوہر دیدہ) تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت لی جائے گی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ میں نے عرض کیا لیکن کنواری لڑکی سے اجازت لی جائے گی تو وہ شرم کی وجہ سے چپ سادھ لے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام عورتوں کو بھی پسند کی شادی کی اجازت دیتا ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر نکاح کرنے کو منع فرماتا ہے۔

اِسلام پسند کی شادی کی اجازت دیتا ہے:

شریعت نے نکاح کے معاملہ میں والدین اور اولاد دونوں کو حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کی پسند کی رعایت کریں، والدین اپنے بچوں کا کسی ایسی جگہ نکاح نہ کروائیں جہاں وہ بالکل راضی نہ ہوں، اس سلسلے میں والدین کی طرف سے لڑکے سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اس پر تضحیک (ذلیل) یا رسوا کرنا یا اپنے رویے کو خراب کرنا درست نہیں، تاہم خاندانی کفاءت (برابر ہونا) اور برابری نہ ہونے کی صورت میں والد کو اعتراض اور

ناراضی کا حق شریعت کی طرف سے حاصل ہے، اسی طرح بچے بھی ایسی جگہ نکاح کرنے پر مُصِر (ضدی) نہ ہوں جہاں والدین بالکل راضی نہ ہوں؛ اس لیے کہ جب اولاد اپنی مرضی سے کسی جگہ شادی کرتے ہیں اور اس میں شرعی احکام اور والدین کی رضامندی کی رعایت نہیں رکھتے تو عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایسی شادیاں کامیاب نہیں ہوتیں، اس طرح کی شادی میں لڑکا اور لڑکی کے وقتی جذبات محرک (اکسانے والے) بنتے ہیں، وقت کے ساتھ ساتھ ان جذبات اور پسندیدگی میں کمی آنے لگتی ہے، نتیجتاً ایسی شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں اور علیحدگی کی نوبت آجاتی ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں خاندانوں اور رشتوں کی جانچ پرکھ کا تجربہ رکھنے والے والدین اور خاندان کے بزرگوں کے کَرائے ہوئے رشتے زیادہ پائیدار ثابت ہوتے ہیں اور بِالعُموم (اکثر) شریف گھرانوں کا یہی طریقہ کار ہے، ایسے رشتوں میں وقتی ناپسندیدگی عُموماً گہری پسند میں بدل جایا کرتی ہے؛ اس لیے مُسلمان بچوں اور بچیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ذمہ کوئی بوجھ اٹھانے کے بجائے اپنے بَڑوں پر اعتماد کریں، ان کی رضامندی کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھائیں۔

یہی طریقہ پہلے بھی رہا ہے، اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نکاح کی مثال ہمارے لیے اسوہ حسنہ ہے کہ اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا قُریش کی ایک عقل مند، شریف، مالدار تاجر خاتون تھیں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سچائی، امانت داری اور اچھے اخلاق سے متاثر ہو کر اور تجارتی سفر میں آپ کے ساتھ غیر معمولی واقعات سننے کے بعد خود سے اپنی رغبت ظاہر کر کے اپنے نکاح کا پیغام آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بھیجا تھا، جس پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود سے نکاح کا پیغام قبول کرنے

کے بجائے اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد کے پاس بھیجا، اور انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کے بھتیجے (آپ ﷺ) کے لیے اپنی بیٹی کے رشتہ کو پیش کیا جس پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس رشتہ کو قبول فرما لیا۔

اِسلام اور نہ ہی ہماری تہذیب اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ لڑکا لڑکی شادی سے قبل آزادی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ گھومے پھریں اور ملاقاتیں کریں البتہ اگر لڑکا یا لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو اپنی پسندیدگی کا اظہار والدین سے کریں اور ہر ممکن کوشش کریں کہ کسی بھی طرح والدین کی بدنامی کا باعث نہ بنیں، اسی طرح والدین بھی انا اور ضد پر بچوں کی پسند کو ترجیح دیں اور اگر رشتہ معقول (اچھا) ہو تو ہاں کر دینی چاہیئے۔

قرآن پاک سے پسند کی شادی کا ثبوت:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ

(سورۃ النسا آیت 3) ترجمہ: نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں۔

یہاں اللہ تعالیٰ مرد کو اپنی پسند کی عورت سے نکاح کا اختیار دے رہا ہے مگر اس بات کا تعین بھی کرنا ضروری ہے کہ دینِ اِسلام میں پسندیدہ عورت کون سی ہے؟

حدیث پاک سے پسند کی شادی کا ثبوت:

رسول اللہ ﷺ نے نکاح سے پہلے لڑکی کو دیکھنے کی ترغیب دی ہے اور اس کی

حکمت بھی بتلائی ہے، چنانچہ حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اس کو دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو دیکھ لو، کیونکہ یہ تمھارے درمیان محبّت باقی رکھنے کے لیے زیادہ مناسب ہے، ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت نے نکاح کی غرض سے اپنے آپ کو آپ ﷺ پر پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا (مگر شادی نہیں کی)۔

اس طرح کی احادیث کی بنا پر علماء نے صراحت کی ہے کہ نکاح سے پہلے لڑکی کو دیکھ لینا مستحب ہے اور اگر دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی عورت کو بھیج دے جو اس کی ہیئت کو اس کے سامنے بیان کردے، بعض صحابہ کرام رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے بارے میں روایت کی جاتی ہے کہ انھوں نے نکاح سے پہلے مخطوبہ (منگیتر، منسوبہ) کو دیکھا ہے، چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت جابر اور حضرت محمد بن سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے اسماء اس سلسلے میں کتبِ احادیث میں مذکور ہیں۔

نکاح چار(4) چیزوں کو دیکھ کر ہوتا ہے:

جانِ کائنات رسول اکرم ﷺ نے اس بارے میں فرمایا کہ نکاح چار چیزوں کو دیکھ کر ہوتا ہے، آل، مال، کمال اور جمال، میری وصیت ہے کہ تم کمال دیکھ کر شادی کرنا۔

آل یہ ہے کہ عورت کسی شاہی خاندان، سیّد یا کسی اور اعلیٰ نسب سے تعلق رکھتی ہو۔ مال یہ ہے کہ عورت امیر ہو، مال و جواہر رکھتی ہو۔ جمال یہ ہے کہ وہ حُسن رکھتی ہو

جب کہ کمالیہ ہے کہ وہ کسی خوبی کی مالک ہو جس کی بنا پر مَرد کہہ سکے کہ اس عورت کے ساتھ زندگی کا سفر اچھا گزرے گا اور رسول اکرم ﷺ نے اُمّت کو کمال دیکھ کر شادی کرنے کی تلقین کی۔

نکاح نہ کرنے کی رخصت بھی موجود ہے:

ایک عورت ہمارے پیارے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں فلاں بنت فلاں ہوں۔ فرمایا: میں نے تمہیں پہچان لیا اپنا کام بتاؤ۔ عرض کی: مجھے اپنے چچا کے بیٹے فلاں عابد سے متعلق کام ہے۔ فرمایا: میں نے اسے بھی پہچان لیا۔ عرض کی اس نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے آپ ﷺ مجھے بتائیں کہ عورت پر شوہر کا حق کیا ہے؟ اگر مجھ میں اس کا حق ادا کرنے کی طاقت ہوئی تو میں شادی کروں گی ورنہ نہیں کروں گی۔ فرمایا: مَرد کے حق کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اگر اس کے دونوں نتھنے خون اور پیپ سے بہتے ہوں اور عورت اسے اپنی زبان سے چاٹے تب بھی شوہر کے حق سے بری نہ ہوئی اگر آدمی کا آدمی کو سجدہ روا ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ جب شوہر اس کے پاس آیا کرے تو وہ اسے سجدہ کیا کرے کیونکہ خُدا نے مَرد کو عورت پر فضیلت دی ہے۔ یہ سُن کر اس عورت نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں کبھی شادی نہیں کروں گی۔ (مستدرک للحاکم، 2/547، حدیث: 2822)

اس حدیث پاک سے شوہر کے حقوق کے ثبوت کے ساتھ ساتھ نکاح نہ کرنے کی رخصت کا بھی پتہ چلتا ہے فقہاء احناف نے اس معاملے کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بڑے واضح طَور پر بیان کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

نکاح کرنا کب ضروری ہے؟

عالِم کورس اردو کے نصاب میں شامل فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب بہار شریعت حصہ 7 میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی تحریر فرماتے ہیں:

اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہُت زیادہ غلبہ ہو نہ عِنّین (نامَرد) ہو اور مَہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سُنّتِ موکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اَڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت و تعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذّت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں۔(در مختار، ردالمحتار)

شہوت کا غلبہ یہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب یوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا (یعنی مشت زنی کرنا) پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔(در مختار، ردالمحتار)

یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔(در مختار)

اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پُورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا۔(در مختار)

نکاح اور اُس کے حقوق ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل

میں مشغولی سے بہتر ہے۔(ردالمحتار)

بیہقی ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے راوی، کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے، وہ میری سُنّت پر چلے اور میری سُنّت سے نکاح ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: "جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کر لے، پھر نکاح نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں۔"

ہمبستری کا طریقہ جاننے نیز بیوی کے درمیان ازدواجی تعلقات میں جائز اور ناجائز امور کے حوالے سے مکمل اِسلامی معلومات حاصل کرنے کے لئے میری کتاب "شادی مبارک" کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کتاب کو Online پڑھنے یا مفت میں Download کرنے کے لئے اس Link پر کلک کیجئے۔

میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق:

خوش گوار ازدواجی زندگی کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کو پورا کرنے کی پوری پوری کوشش جاری رکھیں تاکہ گھر اَمن کا گہوارہ بنے۔ اس ضمن میں چند روایات ملاحظہ فرمائیں۔

حاکم نے اُمُّ المومنین صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے روایت کی کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مَرد پر اس کی ماں کا۔"

نسائی ابو ہریرہ سے اور امام احمد معاذ سے اور حاکم بریدہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اگر میں کسی شخص کو کسی مخلوق کے لیے سجدہ کرنے کا حکم

دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

اسی کے مثل ابو داود اور حاکم کی روایت قیس بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے ہے، اس میں سجدہ کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مَردوں کا حق عورتوں کے ذمّہ کر دیا ہے۔

ابو داود و طیالسی و ابن عساکر ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: "شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بدُون (بغیر) اجازت اس کا کوئی عمل مقبول نہیں اگر عورت نے کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے اور عورت پر گُناہ اور بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ (عزوجل) اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی اگرچہ شوہر ظالم ہو۔ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔"

طبرانی تمیم داری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "عورت پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اس کے بچھونے کو نہ چھوڑے اور اسکی قسم کو سچا کرے اور بغیر اس کی اجازت کے باہر نہ جائے اور ایسے شخص کو مکان میں آنے نہ دے جس کا آنا شوہر کو پسند نہ ہو۔"

ابو نعیم علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "اے عورتو! خُدا سے ڈرو اور شوہر کی رضامندی کی تلاش میں رہو، اس لیے کہ عورت کو اگر معلوم ہوتا کہ شوہر کا کیا حق ہے تو جب تک اس کے پاس کھانا حاضر رہتا یہ کھڑی رہتی۔"

ابو نعیم حلیہ میں انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے

فرمایا: "عورت جب پانچوں نمازیں پڑھے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عفّت کی محافظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو جنّت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔"

ترمذی ام المومنین ام سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "جو عورت اس حال میں مَری کہ شوہر راضی تھا، وہ جنّت میں داخل ہو گی۔"

بخاری و مسلم ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے بارے میں بھلائی کرنے کی وصیت فرماتا ہوں تم میری اس وصیت کو قبول کرو۔ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اُوپر والی ہے اگر تُو اسے سیدھا کرنے چلے تو توڑ دے گا اور اگر ویسی ہی رہنے دے تو ٹیڑھی باقی رہے گی۔"

اسی طرح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ "عورت پسلی سے پیدا کی گئی، وہ تیرے لیے کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی اگر تُو اسے برتنا چاہے تو اسی حالت میں برت سکتا ہے اور سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ دے گا اور توڑنا طلاق دینا ہے۔"

صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مُسلمان مَرد عورت مُومنہ سے بُغض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بُری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہو گی۔" یعنی تمام عادتیں خراب نہیں ہوں گی۔ جب کہ اچھی بُری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مَرد کے لئے یہ مناسب نہیں کہ صِرف خراب عادت ہی کو دیکھتا رہے بلکہ بُری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں۔"

میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو صُلح کی کوشش کی جائے:

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَاۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَاؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا۝۳۵ (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت نمبر 35)

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صُلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا، بے شک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔

تفسیر صراط الجنان: {وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو۔} شوہر کے اپنی بیوی کو سمجھانے، الگ رکھنے اور مارنے کے باوجود اصلاح کی صورت نہ بن رہی ہو تو نہ مَرد طلاق دینے میں جلدی کرے، نہ عورت خُلع کے مطالبے پر اِصرار کرے، بلکہ دونوں کے خاندان کے خاص قریبی رشتہ داروں میں سے ایک ایک شخص کو مُنصِف (اِنصاف کرنے والا) مُقَرَّر کر لیا جائے، اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ چونکہ رشتے دار ایک دوسرے کے خانگی معاملات سے واقف ہوتے ہیں، فریقین کو ان پر اعتماد ہوتا ہے اور ان سے اپنے دل کی بات کہنے میں کوئی جھجک بھی نہیں ہوتی، یہ مُنصِف مناسب طریقے سے ان کے مسئلے کا حل نکال لیں گے اور اگر مُنصِف میاں بیوی میں صُلح کروانے کا ارادہ رکھتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے مابین اتفاق پیدا کر دے گا اس لئے حَتَّی المقدور (جہاں تک بن پڑے) صُلح کے ذریعے اس معاملے کو حل کیا جائے لیکن یہ یاد

رکھیں کہ انہیں میاں بیوی میں جُدائی کروادینے کا اختیار نہیں یعنی یہ جُدائی کا فیصلہ کریں تو شرعاً ان میں جُدائی ہوجائے، ایسا نہیں ہوسکتا۔

اِسلام میں نکاح کو ختم کرنے کا آپشن بھی موجود ہے:

اِسلام جہاں اپنی مرضی سے نکاح کرنے کا اختیار دیتا ہے، وہاں بوقت ضرورت میاں بیوی دونوں کو نکاح ختم کرنے کا موقع بھی دیتا ہے۔ اس کے لیے قرآن پاک نے طلاق، خُلع اور تفویض طلاق (طلاق کے اختیار) کے احکام ارشاد فرمائے ہیں۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍؕ وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْــٴًـا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَاۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝ (پارہ2، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر229)

ترجمہ کنزالایمان: یہ طلاق دو(2) بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (بھلائی، اچھائی) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے اور تمہیں روا (جائز) نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گُناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

تفسیر صراط الجنان: {اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ: طلاق دو بار تک ہے۔} یہ آیت ایک عورت کے متعلق نازل ہوئی جس نے سرکارِ دوعالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض

کیا کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا رہے گا اور رجوع کرتا رہے گا اور ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی تو رجوع کرلے گا اور پھر طلاق دیدے گا، اسی طرح عُمر بھر اس کو قید رکھے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(البحر المحیط، البقرۃ، تحت الآیۃ:۲۲۹، ۲/۲۰۲)

اور ارشاد فرمادیا کہ طلاق رَجعی دو بار تک ہے اس کے بعد طلاق دینے پر رجوع کا حق نہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مَرد کو طلاق دینے کا اختیار دو(2) بار تک ہے۔ اگر تیسری طلاق دی تو عورت شوہر پر حرام ہو جائے گی اور جب تک پہلے شوہر کی عدت گزار کر کسی دوسرے شوہر سے نکاح اور ہم بستری کرکے عدت نہ گزار لے تب تک پہلے شوہر پر حلال نہ ہوگی۔ لہٰذا ایک طلاق یا دو(2) طلاق کے بعد رجوع کرکے اچھے طریقے سے اسے رکھ لو یا طلاق دے کر اسے چھوڑ دو تاکہ عورت اپنا کوئی دوسرا انتظام کرسکے۔ اچھے طریقے سے روکنے سے مراد رجوع کرکے روک لینا ہے اور اچھے طریقے سے چھوڑ دینے سے مراد ہے کہ طلاق دے کر عِدت ختم ہونے دے کہ اس طرح ایک طلاق بھی بائنہ ہو جاتی ہے۔ شریعت نے طلاق دینے اور نہ دینے کی دونوں صورتوں میں بھَلائی اور خیر خواہی کا فرمایا ہے۔ ہمارے زمانے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دونوں صورتوں میں الٹا چلتی ہے، طلاق دینے میں بھی غلط طریقہ اور بیوی کو رکھنے میں غلط طریقہ۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے، آمین۔

{وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ: اور تمہیں حلال نہیں۔} یہاں بوقتِ طلاق عورت سے مال لینے کا مسئلہ بیان کیا جارہا ہے۔ اس کی دو(2) صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ شوہر اپنا دیا ہوا مَہر

واپس لے اور یہ بطورِ خُلع نہ ہو، یہ صورت تو سراسر ناجائز و حرام ہے، یہ مضمون سورہ نساء کی آیت 20، 21 میں بھی ہے، وہاں فرمایا کہ تم بیویوں کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو طلاق کے وَقت اس سے لینے کی اجازت نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ عورت مَرد سے خُلع لے اور خُلع میں عورت مال ادا کرے، اس صورت کی اجازت ہے اور آیت میں جو فرمایا کہ عورت کے فدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں اس سے یہی صورت مراد ہے لیکن اس صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ اگر زیادتی مَرد کی طرف سے ہو تو خُلع میں مال لینا مکروہ ہے اور اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو تو مال لینا دُرُست ہے لیکن مَہر کی مقدار سے زیادہ لینا پھر بھی مکروہ ہے۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الطلاق، الباب الثامن، الفصل الاول، ۱/۴۸۸)

خُلع کے چند احکام:

(1): بلاوجہ عورت کیلئے طلاق کا مطالبہ کرنا حرام ہے۔ ایسی عورتیں اور وہ حضرات درج ذیل تین (3) احادیث سے عبرت حاصِل کریں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکاتے ہیں:

(۱) حضرت ثوبان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنّت کی خوشبو حرام ہے۔“

(ابوداؤد، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، ۲/۳۹۰، الحدیث:۲۲۲۶)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے۔“ (ابو داود، کتاب الطلاق، باب فیمن خبب امرأۃ علی زوجہا، ۲/۳۶۹، الحدیث:۲۱۷۵)

(۳) حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”اِبلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے، پھر وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے، اس کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے۔ اس کے لشکر میں سے ایک آکر کہتا ہے: میں نے ایسا ایسا کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص آکر کہتا ہے: میں نے ایک شخص کو اس حال میں چھوڑا کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جُدائی کروادی۔ اِبلیس اس کو اپنے قریب کرکے کہتا ہے: ہاں! تم نے کام کیا ہے۔“ (مسلم، کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار، باب تحریش الشیطان وبعثہ سرایاہ لفتنۃ الناس۔ الخ، ص۱۵۱۱، الحدیث:۶۷)(۲۸۱۳)

(2) خُلع کا معنیٰ: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خُلع کہتے ہیں۔ خُلع میں شرط ہے کہ عورت اسے قبول کرے۔

(3) اگر میاں بیوی میں نااتفاقی رہتی ہو تو سب سے پہلے میاں بیوی کے گھر والے ان میں صُلح صفائی کی کوشش کریں جیسا کہ سورۂ نساء آیت 35 میں ہے کہ مَرد و عورت دونوں کی طرف سے پنچ مُقرَّر کیا جائے جو ان کے درمیان صُلح صفائی کروادے، لیکن اگر اس کے باوجود آپس میں نہ بنے اور یہ اندیشہ ہو کہ احکامِ شرعیہ کی پابندی نہ کرسکیں گے تو خُلع میں کوئی مضائقہ نہیں اور جب خُلع کرلیں تو طلاق بائن واقع ہوجائے گی اور جو مال طے کیا ہو عورت پر اُس کی ادائیگی لازم ہوجاتی ہے۔ (ہدایہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ۱/۲۶۱)

خُلع کی آیت حضرت جمیلہ بنت عبداللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنے شوہر حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شکایت حُضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں کی اور کسی طرح ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں، تب حضرت ثابت رَضِیَ اللہُ

عَنْہُ نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کریں، میں ان کو آزاد کر دوں گا۔ حضرت جمیلہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے اس بات کو منظور کر لیا، چنانچہ حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے باغ لے لیا اور انہیں طلاق دے دی۔ (در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۲۹، ۱/۶۷۱)

تفویض طلاق کے بارے میں سورۃ الاحزاب آیت نمبر 28 اور 29 کا ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾ (پارہ 21، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 28 اور 29)

ترجمہ کنز الایمان: اے غیب بتانے والے! (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے۔ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ، میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

تفسیر صراط الجنان: {یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ: اے نبی! اپنی بیویوں سے فرما دو} شانِ نزول: سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ازواجِ مُطَہَّرات نے آپ سے دُنْیَوی سامان طلب کیے اور نفقہ میں زیادتی کی درخواست کی، جب کہ یہاں تو دنیا سے بے رغبتی اپنے کمال پر تھی اور دنیا کا سامان اور اس کا جمع کرنا گوارا ہی نہ تھا، اس لیے ان کا یہ مطالبہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے قلب اطہر پر گراں گزرا اور یہ آیت نازل ہوئی اور ازواجِ مطہرات کو

اختیار دیا گیا۔ اس وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی 9 اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ تھیں۔ ان میں سے 5 کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر صدیق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا (2) حضرت حفصہ بنت فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا (3) حضرت اُمِّ حبیبہ بنت ابی سفیان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا (4) حضرت اُمِّ سلمٰی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ اُمیہ (5) حضرت سودہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ زَمعَہ اور 4 اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا تعلق قبیلہ قریش کے علاوہ دیگر قبائل سے تھا اور وہ یہ ہیں: (1) حضرت زینب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بنت جحش اسدیہ (2) حضرت میمونہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بنت حارث ہلالیہ (3) حضرت صفیہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بنت حُیَیّ بن اخطب خَیبریہ (4) حضرت جویریہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا بنتِ حارث مصطلقیہ۔

سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا کہ جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔ انھوں نے عرض کی: حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے معاملے میں مشورہ کیسا؟ میں اللہ تعالٰی کو اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں اور باقی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے بھی یہی جواب دیا۔ (خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۸، ۲۹، ۳/ ۴۹۷، ملخصاً)

فقہی مسئلہ: جس عورت کو اختیار دیا جائے کہ وہ اگر اپنے شوہر کو اختیار کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی اور اگر اپنے نفس کو اختیار کرے تو اَحناف کے نزدیک ایک بائنہ طلاق واقع ہوتی ہے۔

نوٹ: طلاق سے متعلق مزید مسائل کی معلومات حاصل کرنے کے لیے بہارِ شریعت حصہ 8 کا مطالعہ فرمائیں۔

{وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ:اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو} معلوم ہوا کہ حضور پُر نور ﷺ کو اختیار کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے، جسے حضورِ اقدس ﷺ مل گئے، اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی اور جو حضور اکرم ﷺ سے دور ہوا، وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کی نیکیوں کا اجر و ثواب دوسروں سے زیادہ ہے۔

اللہ پاک کے فضل و کرم سے آپ نے نکاح کے حوالے سے اِسلامی تعلیمات ملاحظہ فرمائیں کہ دِینِ اِسلام مَرد و عورت کو نکاح کے معاملے میں کس قدر آسانی عطا فرماتا ہے۔ عام طَور پر یہی بیان کیا جاتا ہے کہ نکاح کو ختم کرنے کا اختیار صِرف اور صِرف مَرد کے پاس ہے عورت تو مجبور محض ہے یہ بات دُرُست نہیں ہے بلکہ غَور کیا جائے تو عورت ہی اپنا آپ نکاح کے ذریعے سے مَرد کے حوالے کرتی ہے گویا کہ یہ اختیار بھی عورت کا ہی دیا ہوا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عورت بھی یہ اختیار لے سکتی ہے کہ جب کوئی شرعی وجہ بن جائے اور عورت کا اس مَرد کے ساتھ رہنا مشکل ہو جائے تو وہ خُود ہی نکاح کے رشتے کو ختم کر دے، تو جواب ہے کہ جی ہاں! بالکل! سو فیصد ممکن ہے اور اس مسئلے کو بھی فقہاء احناف نے بہُت پہلے حل کیا ہُوا ہے۔ آیئے آپ کو تفصیلات پیش کرتا ہوں۔

نکاح نامہ کالم نمبر 18

نکاح نامہ کالم نمبر 18 کی عبارت کی پہلی سطر (لائن) ہے۔

آیا شوہر نے طلاق کا حق بیوی کو تفویض کر دیا ہے؟

اور دوسری سطر ہے۔

اگر کر دیا ہے تو کونسی شرائط کے تحت؟

شرعی اعتبار سے اس عبارت میں بہت ساری خرابیاں پائی جاتی ہیں اگر احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو جس مقصد کے لئے یہ خانہ پُری کی گئی ہے، وہ حاصل نہیں ہوتا۔ ایسا لگتا ہے کہ کسی انتہائی کم علم شخص نے یہ نکاح نامہ ترتیب دیا ہے۔ فقہ میں مہارت رکھنے والے علماء کرام سے مشاورت نہیں کی گئی مجھے اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہے کہ اہلِ علم حضرات نے بھی اس موضوع پر کبھی احتجاج نہیں فرمایا کیوں کہ وہ بھی عورت کو طلاق تفویض کرنے کے زیادہ حامی نہیں ہیں۔ عام عوام تو یہ سوال بھی نہیں کرتے کیونکہ ان کو صِرف یہی علم ہے کہ طلاق صِرف شوہر ہی دے سکتا ہے۔

پہلی خرابی:

اگر ایجاب و قبول یعنی نکاح سے پہلے یہ فارم پُر کیا گیا تو دُلہن کو طلاق کا حق حاصل ہی نہیں ہو گا، کیونکہ نکاح سے پہلے دُولہا کے پاس بھی طلاق دینے کا حق نہیں تھا تو جس کا وہ خود مالک نہیں، دوسرے کو کیسے مالک بنا سکتا ہے؟ دُولہا تبھی طلاق کا مالک بنتا ہے جب دُلہن اس کے ساتھ نکاح کرتی ہے۔

نوٹ: یہاں وہ عورتیں جو یہ اعتراض کرتی ہیں کہ صِرف شوہر ہی طلاق دے سکتا ہے۔ یہ حق بیوی کو بھی ملنا چاہئے۔ یہ مسئلہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ غیر مشروط نکاح کر کے شوہر کو یہ اختیار آپ نے خود ہی دیا ہے۔ اگر آپ مشروط نکاح کرتیں تو شوہر کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی یہ اختیار مل جاتا۔ اگر آپ نکاح ہی نہ کرتیں تو اسے طلاق کا اختیار

ہی نہ ملتا۔ اگر آپ بھی طلاق کا اختیار لینا چاہتی ہیں تو یہ تحریر مکمل پڑھ لیں، ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ پریشانی بھی ہمیشہ کے لئے دُور ہو جائے گی۔

دوسری خرابی:

اور اگر نکاح غیر مشروط کے بعد یہ فارم فِل کیا جیسے کہ ہمارے ہاں رائج، ایجاب کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے نکاح خواں کہتا ہے کہ "میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں بن فلاں کو بعوض حق مَہر...... روبروان گواہوں کے، آپ کے نکاح میں دیا، کیا آپ نے قبول کیا؟" دولہا کہتا ہے: قبول کیا۔

توصِرف اسی مجلس میں عورت خود کو طلاق دے سکتی ہے جس میں اس کو یہ علم ہُوا کہ شوہر نے اسے طلاق کا حق تفویض کر دیا (اختیار دیا) ہے کیونکہ اس بات پر ہمارے فقہاء کا اجماع ہے کہ تفویض غیر مُوَقَّت (کسی وقت خاص مُقرر نہ کیا ہوا) میں اختیار علم کی پہلی مجلس تک ہوتا ہے۔

جب مجلس بدلے گی مثلاً دُلہن سسرال جانے کے لئے روانہ ہوئی تو مجلس بدلتے ہی طلاق دینے کا اختیار بھی جاتا رہا، جس مقصد کے لئے یہ خانہ پُر کیا تھا وہ پُورا نہ ہُوا۔

تفویض کی دو(2) قسمیں ہیں:

تفویض کا معنی (سپرد کرنا، (اختیارات وغیرہ کا):

(فقہ): عورت کو بغیر مہر کے بیاہ دینا، طلاق کا اختیار عورت کے سپرد کرنا۔

اس کی دو(2) قسمیں ہیں۔

(1): تفویض مطلق یعنی تفویض غیر مشروط

(2): تفویض معلق یعنی تفویض مشروط

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

تفویض غیر مشروط	تفویض مشروط
(1) تفویض غیر مشروط مُوَقّت	(1) تفویض مشروط مُوَقّت
(2) تفویض غیر مشروط غیر مُوَقّت	(2) تفویض مشروط غیر مُوَقّت

پھر تفویض مُوَقّت مشروط ہو یا غیر مشروط ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

(1): مُوَقّت بالوقت المحدود

(2): مُوَقّت بالوقت الغیر المحدود

اگر تفویض طلاق کی تفصیلات لکھی جائیں تو یہ تحریر بہُت لمبی ہو جائے گی اختصار کے پیشِ نظر نکاح پڑھانے کا منفرد طریقہ عرض کرتا ہوں جس کے ذریعے سے شرعی اعتبار سے عورت کو طلاق کا حق مل جائے گا قانونی طَور پر حق دلانے کے لئے مشروط نکاح ہو جانے کے بعد کالم نمبر 18 کی پہلی لائن میں موجود خالی جگہ اس طرح پُر کر دیجئے۔

ہاں عورت جب چاہے خود کو ایک طلاق بائن دے سکتی ہیں۔

دوسری سطر (لائن) کی خالی جگہ پر یُوں لکھیں: کوئی شرط نہیں۔

مشروط نکاح کا طریقہ

سب سے پہلے نکاح خواں دُلہن سے ان الفاظ کے ساتھ ایک بار اجازت لے۔

.......بنت.......بن......... کیا آپ مجھے ان گواہوں کے روبرو اجازت دیتی ہیں کہ آپ کا نکاح........بن.........بن.......سے بعوض حق مہر.......اس شرط پر کر دیا جائے کہ آپ جب چاہیں خود کو ایک طلاق بائن دے سکتی ہیں:

دُلہن کہے: ہاں اس شرط کیساتھ اجازت دیتی ہوں۔

پھر نکاح خواں دُولہا کے سامنے دُلہن کا وکیل بن کر ایجاب کے یہ الفاظ ایک بار کہے:

..... بن..... بن........ آپ کا نکاح بعوض حق مہر......... رو برو ان گواہوں کے........ بنت........بن....... کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ وہ جب چاہے خود کو ایک طلاق بائن دے سکتی ہے۔

کیا آپ نے قبول کیا؟

دُولہا کہے: اس شرط کے ساتھ قبول کیا۔

اس منفرد طریقے کے بے شمار فوائد ہیں:

سَرِ فہرست یہ فائدہ ہے کہ جس طرح شوہر جب چاہے اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے اسی طرح عورت بھی جب چاہے خود کو طلاق دے کر نکاح کی پابندی سے آزاد ہو سکتی ہے۔ مثلاً عورت کہے: "میں خود کو ایک طلاق بائن دیتی ہوں۔"

اس طریقہ سے نکاح کرنے کا عورت کو فائدہ ہی فائدہ ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ کہنے سے عورت فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور عِدّت گزار کر جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ نکاح ختم کرنے کے لئے ایک طلاق کافی ہے۔ تین (3) طلاقیں لینا یا دینا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ تین طلاقیں اکٹھی دینا یا لینا گناہ ہے۔

ایک طلاقِ بائن کا یہ فائدہ رہتا ہے کہ عورت چاہے تو عِدّت کے دوران یا عِدّت پُوری ہونے کے بعد اسی سابق شوہر سے بغیر حلالہ کے دوبارہ نئے سرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

مشروط نکاح کا یہ طریقہ میں نے (مولانا شاہد بریلوی نے) بہارِ شریعت سے سیکھا ہے بہارِ شریعت حصہ 8 میں حلالے کے مسائل کے تحت فتاویٰ شامی کے حوالے سے نکاح کا ایسا طریقہ لکھا ہے جس سے عورت کو ہمیشہ کے لئے طلاق دینے کا اختیار مل جاتا ہے۔ عورت چاہے تو اس طرح نکاح کر سکتی ہے شریعتِ اِسلامیہ عورت کو مکمل اختیار دیتی ہے۔ ”عورت یا اُس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اُسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے، وہ کہے: میں نے قبول کیا۔“

مشروط نکاح مُتعارف کرنے (ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے) کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کہ فی زمانہ مغربی ممالک میں عورت کو طلاق دینے کا اختیار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے مغربی خواتین بہُت حد تک شوہر کے ظُلم و ستم سے محفوظ ہو گئی ہیں۔ اگر مُسلِم خواتین کو بھی یہ اختیار حاصل ہو جائے تو ان کو خُلع کے لئے شوہر کی منّتیں نہ کرنی پڑیں اور

نہ ہی کسی کورٹ یا مفتی صاحب سے فسخ نکاح کرانا پڑے گا، نیز اللہ نہ کرے کسی کا شوہر لا پتہ ہو جائے جسے مفقود الخبر کہتے ہیں تو اس پریشان کن صورتحال میں بھی خود کو طلاق دے کر عِدّت پُوری کرنے کے بعد کسی دوسرے مَرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

جو عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ خوش ہیں وہ کبھی بھی طلاق کو اختیار نہیں کریں گی اور جو خوش نہیں ہیں تو ان کو یہ اختیار مل جائے گا جب چاہیں نکاح سے آزاد ہو سکتی ہیں۔

آخر میں یہ وضاحت بھی کر دوں کہ اگر عورت نے جلد بازی میں خود کو طلاق دے ہی دی اور اب پچھتا رہی ہے، تب بھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ جی ہاں! بالکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ عورت کو صِرف ایک طلاق بائن دینے کا اختیار مِلا تھا جو اس نے استعمال کیا اب اگر دوبارہ اسی شوہر سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو عِدّت کے دوران یا عِدّت کے بعد جب چاہے بغیر حلالہ کے دوبارہ نئے مَہر کے ساتھ دو (2) گواہوں کی موجودگی میں اپنے ہی گھر کے اندر نکاح کر سکتی ہے۔

عورت اب طلاق کا اختیار نہیں لینا چاہتی تو درج ذیل الفاظ کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور اگر دوبارہ طلاق کا حق لینا چاہتی ہے تو پچھلے صفحات پر دیئے گئے طریقہ کے مطابق مشروط نکاح کر سکتی ہے۔

عورت دو (2) مُسلمان عاقل بالغ مَردوں کی موجودگی میں اپنے سابق شوہر سے کہے: میں نے بعوض £1000 مَہر، ان گواہوں کی موجودگی میں آپ سے نکاح کیا، کیا آپ نے قبول کیا؟

شوہر کہے: میں نے قبول کیا۔

بس اب دونوں دوبارہ میاں بیوی بن گئے۔ پہلے کی طرح تمام معاملات حلال ہو گئے مگر شوہر کے پاس اب صِرف دو(2) طلاق کا حق باقی ہے۔

اس تحریر کا مقصد طلاق کو فروغ دینا نہیں، بلکہ ان لوگوں کو آگاہ کرنا ہے جو اِسلام پر اپنی جہالت کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں اور مغربی قوانین کے قصیدے پڑھتے ہیں۔ مغرب تو آج حقوق نسواں کی بات کرتا ہے اِسلام نے تو1400 سال پہلے ہی عورتوں کو ان کے حقوق دے کر ہر طرح کے ظلم و ستم سے ان کو بچالیا تھا۔

ہمارے ہاں عام طور پر عورت طلاق کا حق لینا نہیں چاہتی جس کی وجہ سے نکاح نامہ کالم نمبر 18 کو پُر کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، ایجاب و قبول بھی غیر مشروط ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں صِرف شوہر طلاق دے سکتا ہے اگر عورت بھی طلاق دینے کا اختیار لینا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کسی ماہر مفتی صاحب کے ذریعے بیان کردہ طریقہ کار کے مطابق نکاح کرے تو شوہر کے ساتھ ساتھ اس کے پاس بھی یہ حق ہو گا کہ جب نوبت طلاق تک آ پہنچے اور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو یہ ایک طلاق بائن دے کر نکاح کی قید سے خود کو خود بھی آزاد کر سکتی ہے اور اگر یہ اختیار اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتی تو جب چاہے یہ کہہ کر اپنا اختیار ختم کر سکتی ہے کہ "میں شوہر کو اختیار کرتی ہوں طلاق نہیں چاہتی۔"

اب عورت کے پاس طلاق دینے کا حق باقی نہیں رہے گا صِرف شوہر جب چاہے گا طلاق دے سکے گا۔

طلاق کے حوالے سے مزید معلومات کے لئے میری کتاب " تین طلاقوں سے

بچیں اور بچائیں نیز عورت کو بھی طلاق کا حق دلائیں "(از قلم: خیر خواہ اہلسنّت مولانا شاہد بریلوی) پڑھیں یا کسی سُنّی حنفی بریلوی عالمِ دِین سے رابطہ فرمائیں۔

تین طلاقوں سے بچیں اور بچائیں نیز عورت کو بھی طلاق کا حق دلائیں، مفت download کرنے کے لئے لنک پر کلک کیجئے۔

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

اہلِ علم سے گزارش ہے کہ کتاب میں کوئی بھی غلطی پائیں تو براہ کرم مجھے ضرور مطلع فرمائیں۔

اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین۔ یا رب العالمین! بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم


تمام خواتین و حضرات کے لیے خوشخبری
علم دین سیکھنے
کا سنہری موقع
Admission
OPEN
داخلہ جاری ہے
فری عالم کورس (اردو)
صرف 2 سال میں مکمل کورس کیجئے
یاد رہے کلاسس بذریعہ واٹس اپ (whatsapp) ہو نگی
اب آپ گھر بیٹھے عالم کورس (اردو) میں داخلہ لے سکتے ہیں
داخلے کے لئے اپنا نام اور اپنے شہر کا نام اس واٹس اپ نمبر پر سینڈ فرمائیں
مولانا شاہد بریلوی UK
+447853292843

